تحفۂ حنفیہ

بجواب

تحفۂ اہلِ حدیث



تالیف

ابو صہیب مولانا محمد داؤد ارشد

نام کتاب

تحفۂ حنفیہ بجواب تحفۂ اہل حدیث

تالیف

ابو صہیب مولانا محمد داؤد ارشد ظلہ العالی

تاریخ اشاعت

اپریل ۲۰۰۶ء

مطبوعہ

علی آصف پرنٹرز لاہور

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

لاہور

e-mail: nomania2000@hotmail.com

ملنے کے پتے

- اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- فاران اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- عبدالوالی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ اہلحدیث امین پور فیصل آباد
- فاروقی کتب خانہ بوہڑ گیٹ ملتان

فصل پنجم

دیوبندی اہل سنت سے خارج ہیں

(۱)اہل سنت کے نزدیک اللہ کے علاوہ کسی غیر کی عبادت کفر ہے' جبکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر جوتی کی عبادت خدا سمجھ کر کی جائے تو اس کا فاعل مشرک نہ ہوگا۔امام یحیٰی بن حمزہ اور امام سعید بن عبدالعزیز التنوخی بیان کرتے ہیں:

((ان ابا حنیفة قال لو ان رجلا عبده هذه النعل یتقرب بها الی الله لم أر بذلك بأسا))

ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر کسی شخص نے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے جوتی کی عبادت کی تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ ص784ج2واللفظ لہ و تاریخ بغداد ص374ج13و کتاب المجروحین ص73ج3راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس قول کی سند صحیح ہے)

(۲)اہل سنت کے نزدیک غیر اللہ سے استعانت کرنا شرک ہے' دیوبندیوں کے نزدیک شرک وکفر نہیں بلکہ جائز ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے۔

(تفسیر عثمانی ص2)

(۳)اہل سنت کے نزدیک علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جب کہ دیوبندی اپنے مولویوں کو بھی اس صفت میں شریک مانتے ہیں۔تفصیل کے لیے مولوی ارشد قادری حنفی بریلوی کی کتاب زلزلہ ملاحظہ کریں۔اختصار کی وجہ سے جھنگوی ٹولہ کے سرغنہ مولوی محمد امین صفدر کا حوالہ پیش کرتے ہیں ماسٹر امین لکھتا ہے کہ:

"ایک دن میں رسالہ "خدام الدین" میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر میں تقریر پڑھ رہا تھا جس میں آپ کا فرمان تھا کہ جسمانی آنکھیں تو اللہ تعالیٰ نے گدھوں اور کتوں کو بھی دی ہیں، آنکھیں تو اصل دل کی ہیں اگر روشن ہو جائیں تو اسے حرام حلال کا امتیاز ہو جاتا ہے۔اور اگر وہ قبر کے پاس سے گزرے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ قبر جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا' میں یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ ایک ماسٹر صاحب جن کا نام رشید احمد تھا وہ ہال کمرہ میں داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور کہتے آرہے تھے کسی نے حرام نوٹ لینا ہے یہ حرام ہے حرام' میں نے کہا مجھے دے دو۔وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم کیا کرو گے ؟میں نے مجلس ذکر کی عبارت سنائی کہ لاہور چلتے ہیں اور پتہ لیتے ہیں کہ خود حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو حلال حرام کی تمیز ہے یا نہیں۔اس پر چار پانچ ٹیچر اور تیار ہو گئے۔ہم سب نے ایک ایک روپیہ اپنے پاس سے لے لیا ایک روپے کے سیب اپنے روپے سے اور ایک کے حرام روپے سے اس طرح پانچ پھل ہم نے خرید لئے اور ایک ایک پھل کی کوئی نشانی ایک ایک نے ذہن میں رکھ لی کہ یہ سیب حرام روپے کا ہے وہ حلال روپے کا ہے یہ کینو حرام روپے کا ہے وہ حلال کا ہے اور ہم لاہور پہنچ گئے۔ ضلع ساہیوال کے احباب کو آواز پڑی ہم حاضر ہوئے' پھل حضرت رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیئے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا بھئی یہ کیا لائے ہو؟میں نے عرض کیا حضرت زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے یہ کچھ ہدیہ ہے۔ فرمایا ہدیہ لائے ہو یا میرا امتحان لینے آئے ہو اور آپ نے سب پھل الگ الگ کر دیئے کہ یہ حلال ہیں یہ حرام ہیں"۔

(تجلیات صفدر ص12,13ج1)

ایسی کرامت کوئی بریلوی بیان کرتا تو دیوبندی اپنے فتویٰ کی مشین گن کو کھول کر مشرک و بدعتی کا فتویٰ لگاتے مگر دیکھا آپ نے کہ ماسٹر امین کا اس اعتقاد کے ساتھ ساہیوال سے لاہور آنا اور پھر حضرت لاہوری کا اس کے دل کی بات کو جان لینا اور حلال و حرام فروٹ کو الگ الگ کر دینا' اس کے حق میں عالم الغیب ہونا ثابت نہیں کرتا تو اور کیا ہے؟الغرض اس

جھوٹی داستان کو وضع ہی اس لیے کیا گیا ہے تاکہ عوام الناس میں پیری مریدی کی دوکان چل جائے اور لا محدود انکم کا سلسلہ شروع ہو جائے خواہ اس سے عقیدہ توحید بھی کیوں نہ خراب ہو جائے۔

(۴) اہل سنت کے نزدیک قرآن تحریف سے پاک ہے اور کوئی زیر وزبر کی بھی اس میں تحریف نہیں ہوئی۔ جب کہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن میں تحریف ہوئی۔ مولانا انور شاہ کاشمیری حنفی دیوبندی فرماتے ہیں کہ

((والذی تحقق عندی ان التحریف فیه لفظی ایضاً))

قرآن میں تحریف معنوی کے علاوہ میرے نزدیک اسی طرح لفظی تحریف بھی محقق ہے۔

(فیض الباری ص395 ج3 طبع مکتبہ حقانیہ پشاور)

مولانا محمود حسن خان دیوبندی فرماتے ہیں کلام اللہ و حدیث میں بعض آیات و جملہ فرقہ ضالہ نے الحاق کیے ہیں۔ (ایضاح الادلہ 191)

(۵) اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ آخری رسول اور نبی ہیں' جب کہ دیوبندیوں کے نزدیک خاتم کا یہ معنی فقط عوام الناس کا گھڑا ہوا ہے۔ تفصیل اللہ کے فضل و کرم سے آگے آ رہی ہے۔

(۶) اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ پر افترا کرنا بدترین فعل ہے جس کی سزا جہنم ہے لیکن دیوبندیوں نے احادیث کو وضع کیا ہے کتب احادیث میں حک و اضافہ کیا ہے۔

(۷) اہل سنت کے نزدیک صحیح احادیث علی الاطلاق واجب العمل ہیں جب کہ دیوبندیوں کا کردار اس کے برعکس ہے یہ حدیث کے بعض الفاظ کو مانتے ہیں بلکہ مخالف پر بطور حجت نقل بھی کرتے ہیں لیکن انہیں احادیث میں سے بعض الفاظ کو جو ان کے مذہب کے خلاف ہیں قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

(۸) اہل سنت کے نزدیک فرمان نبوی ﷺ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھنا عین دین و ایمان ہے جب کہ دیوبندی بسا اوقات فرمان نبوی کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(۹)اہل سنت کے نزدیک قرآن کا ادب واحترام کرنا فرض ہے جبکہ دیوبندیوں کے نزدیک سورہ فاتحہ کو خون اور پیشاب وغیرہ سے لکھنا جائز ہے۔

(۱۰)اہل سنت کے نزدیک اعمال جزو ایمان ہیں اور ایمان دل کی تصدیق' زبان کے اقرار اور اعمال صالحہ کا نام ہے ان تینوں ارکان کے بغیر ایمان کامل ہی نہیں ہوتا مگر دیوبندی اعمال کو ایمان کا حصہ نہیں مانتے۔

یہودی علماء کو نبی ﷺ کے صادق ہونے پر پورا پورا یقین تھا مگر وہ آپ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار نہ کرتے تھے ارشاد ربانی ہے:

﴿الذین اتینهم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناء هم و ان فریقا منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون﴾

(البقرۃ آیت:146)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ آپ کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں اور بلاشبہ ایک گروہ ان میں حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

بلکہ یہود بعض دفعہ اپنی مجلسوں میں رسول اللہ ﷺ کے نبی ہونے کا اظہار بھی کرتے تھے۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"دو یہودی تھے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں اور چند مسئلے پوچھتے ہیں۔ تو دوسرا یہودی کہنے لگا کہ نبی نہ کہو' اگر رسول اللہ ﷺ نے سن لیا کہ یہودی مجھ کو نبی کہتے ہیں' تو اس کی چار آنکھیں ہو جائینگی۔ پھر وہ دونوں آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے مسائل دریافت کئے۔ تو آخر میں کہنے لگے۔ "نشهد انك نبی "ہم گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے نبی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا پھر تمہیں اسلام قبول کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ تو وہ کہنے لگے حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ نبی میری اولاد سے ہو اور ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے"۔

(نسائی ص165ج2وترمذی مع تحفہ ص399ج3و139ج4ومسند احمد ص339ج4و مستدرک حاکم ص9ج1وبیھقی ص166ج8وابن ماجہ(3705))

امام ترمذی حاکم وذھبی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے' اس صحیح حدیث اور قرآن کی مذکورہ آیت سے ثابت ہوا کہ دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کا نام ایمان نہیں کیونکہ یہودی دل سے آنحضرت ﷺ کی نبوت کی تصدیق اور زبان سے اقرار بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ان یہود کو رسول اللہ ﷺ نے مسلمان تسلیم نہیں کیا کیوں؟ اس لئے کہ وہ عملاً آپ علیہ السلام کو رسول و نبی تسلیم نہ کرتے تھے۔

اس طرح منافقین کا گروہ تھا جو زبان سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتا تھا ۔سورہ المنافقون آیت 1۔ بلکہ اسلام کے ظاہری احکام پر بھی عمل کرتے تھے' نماز پڑھا کرتے تھے' (سورہ النساء آیت 142) غزوات میں شریک ہوا کرتے تھے' لیکن ان کا ایمان قبول نہیں۔ کیوں؟' اس لئے کہ وہ زبان سے اقرار اور عمل دونوں ہی کرتے تھے' مگر دل کا اطمینان نہ تھا جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج تھے۔ الغرض ایمان تب درست ہے جب دل کا اطمینان زبان کی تصدیق اور جسم کے ساتھ عمل صالحہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان چیزوں کو ایمان میں شامل کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿انما المومنون الذین امنو باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اولئك ھم الصدقون﴾ (الحجرات آیت:15)

مومن صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں پھر کسی قسم کا شک نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔

اس آیت میں اُمور ایمان کو واضح کر دیا ہے کہ وہ لوگ ہیں جو تصدیق کے ساتھ کسی قسم کا شک نہیں کرتے یعنی زبان کے اقرار کے ساتھ قلبی یقین بھی ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ وہ جہاد یعنی عمل بھی کرتے ہیں کیونکہ جہاد عمل کا نام ہے' معلوم ہوا کہ تصدیق کے

ساتھ دل کا یقین اور عمل امورِ ایمان سے ہے۔یہی مضمون سورہ النور کی آیت 62 میں بیان ہوا ہے۔بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بعض مقامات پر عمل کو ایمان سے تعبیر کیا ہے۔

﴿وما كان الله ليضيع ايمانكم﴾(البقرہ آیت:143)

اللہ تعالیٰ تمہاری نمازوں کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ مسلمان تحویل قبلہ سے پہلے فوت اور کچھ شہید ہوگئے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ ان کی نمازوں کے متعلق کیا کہیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(بخاری ص 11 ج 1)

الغرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان کہا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سلف صالحین آئمہ عظام اور جملہ معروف اور معتمد محدثین کرام اعمال کو ایمان کا جزو سمجھتے ہیں۔
خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ :ایمان کے کچھ فرائض (فرض کیے گئے اعمال)اور کچھ شرائع (عقائد) ہیں اور حدود (ممنوعہ کام)اور سنتیں ہیں جس نے ان کو پورا کیا اس نے ایمان کو پورا کیا اور جس نے مذکورہ اشیاء کو مکمل نہ کیا اس نے ایمان کو بھی مکمل نہ کیا۔
(صحیح بخاری ص 6 ج 1)

امام شافعی نے اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین عظام کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔(الایمان 182)

ایمان میں کمی اور زیادتی: تمام صحابہ کرام تابعین عظام اور اکثر آئمہ مجتہدین کا یہ مذہب ہے کہ ایمان جیسے قول اور عمل اور اطمینان قلب سے مرکب ہے اسی طرح ایمان کمی اور بیشی کا بھی متحمل ہے۔ عمل بالمعروف سے ایمان بڑھتا ہے اور گناہوں سے کمی اور نقصان ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد آیات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ (۱)سورۃ التوبہ 24 (۲)الانفال 2 (۳)آل عمران 173 (۴)الاحزاب 22 (۵)مریم 76 (۶)المدثر

31(۷) آل عمران 178 (۸) الفتح 4 خود اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ ایمان کی ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں۔ ان میں سے سب سے بہتر درجہ لا الہ الا اللہ کہنا ہے سب سے کم درجہ راستہ سے کسی نقصان دہ چیز کو ہٹانا ہے۔

(بخاری ص6 ج1 'مسلم ص47 ج1 واللفظ لہ)

اس حدیث سے واضح ہے کہ ایمان کی تکمیل ستر سے زیادہ امور سے ہوتی ہے اور ان میں سے فائق توحید کا اقرار ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے۔

ایک ارشاد میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم سے وہ شخص بھی نکال دیا جائے گا جس کے دل میں گندم کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو گا۔

(بخاری ص11 ج1 و تغلیق التعلیق ص50 ج2)

صحابہ کرام کا مذھب: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ایمان میں کمی و بیشی کے قائل تھے۔ اس کی تفصیل بات کو لمبا کر دے گی تاہم چند اکابر صحابہ کا مذھب نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اھل الارض لرجع بھم))

یعنی اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تمام زمین والوں کے ایمان سے تولا جائے 'تو صدیق اکبر کے ایمان کا وزن سب پر بھاری ہو جائے گا۔

(شعب الایمان ص 69 ج 1 و کتاب السنہ ص 378 ج 1 فضائل الصحابۃ للامام احمد ص418 ج1 سند صحیح ہے)

زر بن حبیش رحمۃ اللہ نقل کرتے ہیں

((کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ربما اخذ الرجل و الرجلین یقول تعالو نزداد ایمان))

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کبھی کبھار ایک دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے آؤ ہم ذکر الٰہی کے ذریعے اپنے ایمان کو زیادہ کریں۔(شعب الایمان ص70 ج1 وکتاب الایمان للامام احمد کمافی کتاب الایمان لابن تیمیہ 211)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((الوضوء نصف الایمان)) یعنی وضو نصف ایمان ہے۔

(شعب الایمان ص72 ج1)(کتاب السنہ 369 وکتاب الایمان لابن ابی شیبہ 41)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ((اللهم زدنا ايمانا وفقها)) اے اللہ ہم کو ایمان اور دین کی سمجھ میں بڑھادے۔

(شعب الایمان ص73 ج1 وکتاب السنہ ص369 ج1)

ایمان کی زیادتی اور کمی کے اقوال حضرت ابو هریره' ابن عباس ابودرداء' عائشہ صدیقہ' ابو سعید الخدری اور حضرت جندب رضی اللہ عنھم سے مروی ہیں: (کتاب السنہ ص369 شعب الایمان ص76 ج1 ابن ماجہ 75) وغیرہ ملاحظہ کریں۔

اجماع امت: صحابہ کرام سے لے کر تابعین عظام اور آئمہ محدثین کا اجماع واتفاق ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔چند گمراہ لوگوں کے علاوہ خیر القرون کے زمانہ میں پوری امت مرحومہ کا یہی مؤقف ومذہب تھا۔

جیسا کہ امام ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ "تمام اہل فقہ اور اہل حدیث کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل ہے اور عمل بغیر نیت کے نہیں ہے اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور نافرمانی ومعصیت سے کم ہوتا ہے اور ہر اطاعت نیکی ہے' سوائے ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے ان کا مذہب ہے کہ اطاعت کو ایمان نہیں کہنا چاہیے ایمان صرف تصدیق و اقرار کا نام ہے اور بعض نے معرفت کا نام دیا ہے۔ لیکن تمام اہل الرائے اور اہل حدیث حجازی' عراقی' شامی' مصری وغیرہ مثلاً مالک بن انس' لیث بن سعد' سفیان ثوری اوزاعی

شافعی، احمد، اسحاق بن راھویہ، ابو عبید، داؤد، طبری اور جو لوگ ان کے موافقین ہیں تمام کا یہی مؤقف ہے کہ ایمان قول و اعمال کا نام ہے جو کم اور زیادہ ہوتا ہے۔

(ملخصاً التمہید ص238 تا243 ج9 و فتاوی ابن تیمیہ ص330 ج7)

احناف کا مؤقف: آسمان والوں، فرشتوں، جنت والوں کا، زمین والوں، انبیاء، تمام ایمانداروں، نیکوں وبدوں اور فاجروں کا ایمان برابر ہے۔(شرح فقہ اکبر ۸۷)امام ابو اسحاق فزاری جو ابتدا میں حضرت امام ابو حنیفہ سے بھی گہرا تعلق رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ:

((كان ابو حنيفة يقول ايمان ابليس وايمان ابو بكر الصديق رضى الله عنه واحد قال ابو بكر يا رب وقال ابليس يارب))

امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ابلیس اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان ایک ہی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی یارب کہا اور ابلیس نے بھی۔(کتاب السنہ ص219 ج1 و تاریخ بغداد ص376 ج13)(سند صحیح ہے)

یہ مذہب اہل سنت کا نہیں بلکہ مرجیہ کا ہے۔امام اہل سنت، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ:

((الا يمان يزيد و ينقص و يستثنى فى الايمان و من زعم ان الايمان قول بلا عمل فهو مرجي ومن زعم ان الايمان هو القول والاعمال شرائع فهو مرجي ومن زعم ان الايمان لا يزيد ولا ينقص فقد قال بقول المر جئة ومن لم ير الاستثناء فى الايمان فهو مرجي الى ان قال و هذه الا قاويل والمذاهب مذاهب اهل السنة والجماعة ولا صحاب البدع القاب واسماء لا تشبه اسماء الصالحين ولا العلماء فمن أسماء هم المر جئة الذين يزعمون أن الايمان قول بلا عمل))

یعنی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے اور یہی ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور ایمان کی بابت ان شاءاللہ بھی کہا جا سکتا ہے۔اس کے برعکس جو لوگ ایمان میں کمی بیشی نہیں مانتے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں اور انشاءاللہ معاملہ ایمان

میں کہنے کے قائل نہیں وہ مرجیہ ہیں۔ اہل سنت والجماعۃ کے برخلاف اہل بدعت ایسے القاب اور ناموں سے موسوم ہوتے ہیں جو علماء اور صالحین کے القاب اور نام سے مشابہت نہیں رکھتے۔ اس کے بعد امام احمد نے صراحت کی ہے یہی وہ مرجیہ ہیں اصحاب الرائے کے نام سے ملقب ہیں اور ابو حنیفہ کے مقلد ہیں۔

(طبقات الحنابلۃ لابن ابی یعلی ص24 تا36 ج2 طبع بیروت بحوالہ ضمیر کا بحران ص9 و 156)

پیر عبد القادر جیلانی نے بھی حنفیہ کو مرجیہ میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :مرجیہ لوگوں کے بارہ فرقے ہیں جو یہ ہیں :جہمیہ 'صالحیہ 'شمدیہ 'یونسیہ 'یونانیہ 'بخاریہ 'غیلانیہ 'شبیبیہ 'حنفیہ 'معاذیہ 'مریسیہ 'کرامیہ 'مرجیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس گروہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ لے اور اس کے بعد ساری عمر گناہ کرے تو پھر بھی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ ان کا مقولہ ہے کہ ایمان ایک قول ہے اور اس میں عمل اور احکام شریعت داخل نہیں اور وہ قول صرف کلمہ توحید کا کہنا ہے اور اسی قدر ایمان ہے اور آدمیوں کا جو ایمان ہے اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اور ان کا ایمان اور فرشتوں کا ایمان ایک ہے۔ اس میں کوئی کمی یا بیشی نہیں اور ایمان میں کوئی استثناء بھی نہیں ہے"۔

(غنیۃ الطالبین مترجم ص192 ترجمہ مولوی احمد مدراسی ناشر مکتبہ حمانیہ (دیوبندیہ) لاہور 1394ھ)

علامہ شبلی نعمانی حنفی دیوبندی فرماتے ہیں کہ :مرجیہ کا مذہب ہے کہ ایمان و عمل دو مختلف چیزیں ہیں اور ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا۔

(سیرت النعمان ص152) جب یہ بحث ان کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے اعلانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جداگانہ چیزیں ہیں اور دونوں کا حکم مختلف ہے۔ اس پر بہت سے لوگوں نے انہیں بھی مرجیہ کہا لیکن وہ ایسا مرجیہ ہونا خود پسند کرتے تھے۔

(سیرت النعمان 153 طبع انجمن حمایت اسلام 1961)